ماہنامہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

نگرانِ اعلیٰ

حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

ماهنامه

انوارِ مدینه

لاهور

جلد : ۴ — شماره : ۸

محرم ۱۳۹۴ھ — فروری ۱۹۷۴ء

مدیرِ معاون

حبیب الرحمن اشرف

محتویات

اداریہ ---------- ۳

سیرۃ مبارکہ ---- مولانا سید محمد میاں مدظلہم ۵

ایک تحفہ ---------- ۱۵

تعلیم الرفق فی طلب الرزق مولانا محمد موسیٰ مدظلہ -- ۱۹

کنفرانس اسلامی --- ڈاکٹر حامد خان حامد -- ۲۸

اک دن قسمت جاگے گی -- سید امین گیلانی -- ۳۰

بدل اشتراک : سالانہ سات روپے   طلبہ کیلئے پانچ روپے   فی پرچہ ۶۵ پیسے

سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ، طابع و ناشر نے مکتبہ جدید پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار مدینہ جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی کانفرنس

اس وقت عرب ممالک نے اپنے اتحاد، دور اندیشی اور سیاسی بصیرت سے امریکہ کے "عطر" یعنی یہودی طاقت سے ٹکرلے کر اور پھر تمام یورپین ممالک کو تیل کی سپلائی پر پابندی لگا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ عربوں کی طاقت اور ان کی صلاحیت فکر اس بے سروسامانی اور کس مپرسی کے عالم میں بھی اتنی زیادہ ہے کہ وہ بڑی سے بڑی طاقت کے مکر و فریب کے جال کو پارہ پارہ کر سکتے ہیں۔

لاہور میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنس نہایت درجہ اہمیت کی حامل ہے۔ ملت اسلامیہ کا خاص نکات پر مجتمع ہو جانا بہت بڑی فال نیک ہے۔ یہ جدید بلاک اگرچہ ترقی پذیر ممالک کا ہو گا لیکن ترقی یافتہ ممالک کے طاغوت کے لئے نشان زوال ہو گا۔ اس لئے لامحالہ وہ اس اجتماع کو بے نتیجہ بنانے کی پوری کوشش کریں گے۔ خدا کرے یہ اجتماع بار آور ہو اور اسلامی طاقتوں کے ابھرنے کا ذریعہ بنے۔ اور دشمنوں کی دسیسہ کاریاں ناکام ہوں۔

قرب قیامت کے آثار میں یہ بھی ہے کہ مسلمان اور عیسائی آپس میں قریب ہو جائیں گے۔ حتی کہ یہ دونوں طاقتیں مل کر کسی تیسری طاقت سے نبرد آزما ہوں گی اور شدید مقابلہ کے بعد دشمن کو شکست دیدیں گی۔

ان احادیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو اس وقت عیسائیوں کا سب سے قدیم اور سب سے بڑا مرکز جو یورپ ہے اُس کی بڑی بڑی طاقتیں برطانیہ فرانس اور جرمنی سب ہی عربوں کا قرب چاہ رہی ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ یہ وہی وقت ہو اور مسبب الاسباب نے پٹرول کے ذخائر کو ہی ارشاد نبوی کے پورا ہونے کا ذریعہ بنایا ہو۔

یکم فروری ۷۴ء کے نوائے وقت میں سرورق پر آٹھویں کالم میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی گفتگو نقل کی گئی ہے کہ:

"انہوں نے کہا کہ پاکستان کوئی مذہبی (تھیوکریٹک) ملک نہیں ہے مسلمان آبادی کی کوئی لادینی ریاست جو مسلمان ہونے سے انکار نہیں کرتی۔ اس کانفرنس میں شرکت کر سکتی ہے"

یہاں تک پڑھ کر تو ہم نے سمجھا تھا کہ یہ بات اس لئے کہی گئی ہے کہ بنگلہ دیش کی شرکت درست ہو جائے اور یوگنڈا کے جناب عدی امین کی شرکت درست قرار پائے کہ ان کے ملک میں تو صرف پانچ فی صد مسلمان ہیں۔ لیکن اس کے بعد کی سطور میں ایک عجیب انکشاف پڑھ کر ہم محو حیرت رہ گئے کہ

"وزیراعظم نے پاکستان کے مذہبی ریاست نہ ہونے کے بارے میں مزید کہا کہ ملک کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علی خان نے بھی پاکستان کے بارے میں یہی کہا تھا"

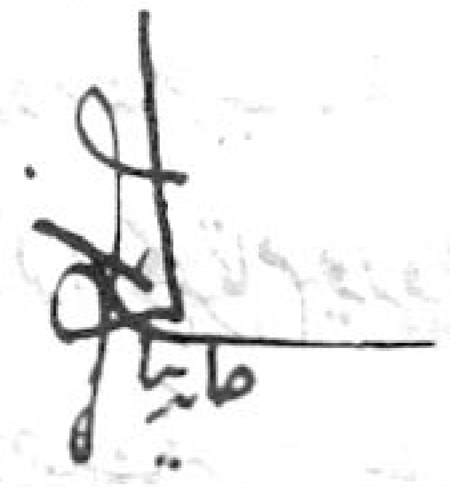

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

"عبد اللہ ابن مسعودؓ اور ان کی فقہ"

مصنف ڈاکٹر حنیف رضی۔

یہ ایک علمی اور تحقیقی کتاب ہے، علیگڑھ یونیورسٹی نے مصنف کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطاء کی ہے ——

قیمت: ۹ روپے

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین۔ ۹۵۰ اینِ سمن آباد، لاہور

دیباچہ
۲

سیرۃِ مبارکہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن اور تاریخ کے آئینے میں

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا سید محمد میاں ادام اللہ معالیہم

عرب قبل اسلام اپنے آئینے میں

چشمِ کائنات نے بے شمار انقلاب دیکھے، مگر کوئی انقلاب ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم جو اپنی تہذیب اور اپنی روایات پر نازاں تھی، اپنی روشن خیالی اور سلیقہ مندی پر فخر کیا کرتی تھی، وہ اپنی خوشی سے اپنی مکمل آزادی اور خود مختاری کے باوجود بلا کسی جبر و اکراہ اور بلا کسی دباؤ کے خود اپنے احساس کی بناء پر اپنی تہذیب کو وحشت، اپنے تمدن کو جاہلیت اور اپنے علم کو جہل سمجھنے لگی ہو۔

یہ عجیب و غریب انقلاب اس قوم میں آیا تھا جو سرزمینِ حجاز میں آباد تھی، جو عرب کہلاتی تھی، جس کا مرکز مکہ تھا اور جس کو اپنی نسلی برتری اور اپنے ادب پر اتنا ناز تھا کہ وہ اپنی مقابلہ میں دنیا کی تمام قوموں کو تہذیب سے نا آشنا خاندانی عظمت سے محروم ایسی جاہل اور نابلد سمجھتی تھی کہ ان کو بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں ہے۔

یہ قوم اپنے آپ کو "عرب" کہتی تھی، یعنی خالص النسب، صاف اور واضح کلام کرنے والے۔ اور تمام دنیا کو "عجم" کہا کرتی تھی، یعنی گونگے جو مافی الضمیر کو صفائی سے نہ بیان کر سکیں

اور "عجماوات" یعنی مویشیوں کی طرح ہوں۔

پھر ایسا ہوا کہ اس مغرور اور متکبر قوم نے خود اپنی خوشی سے گردن جھکائی، گردنوں کے ساتھ دل بھی جھک گئے اور ایسے جھکے کہ وہ خود بھی اپنے دورِ ماضی سے نفرت کرنے لگے اور جس تہذیب، ادب اور علم پر وہ فخر کیا کرتے تھے اس کو وحشت اور جہل کہنے لگے۔

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس قوم نے آزمایا اور تقریباً چالیس سال تک اس کو دیکھتی، برتتی، پرکھتی اور آزماتی رہی۔ اور جب ہر طرح اس کو سچا، کھرا اور پکا ہی پایا تو اس قوم کی انصاف پسندی اور عاقبت اندیشی نے یہ احساس پیدا کر دیا کہ اگر دوپہر کے وقت آفتاب کا انکار کیا جا سکتا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی اور صداقت کا انکار کرنا بھی ممکن ہے۔

عرب قوم ایک متحرک، فعال، باہمت، مضبوط ارادہ والی قوم تھی۔ جب محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے جھکی تو اس طرح جھکی کہ صرف اسی کی شخصیت کو شخصیت اور اسی کے ارشاد کو ہدایت اور اسی کے علم کو علم سمجھنے لگی اور اس کے سوا جو کچھ اس کے پاس تھا وہ خود اس کی نظر میں ضلالت، ظلمت اور جہالت کا انبار معلوم ہونے لگا۔

یہاں تک کہ قرآن حکیم نے اس کے پچھلے دور کو جس پر اسے گھمنڈ تھا "جاہلیت اولیٰ" کہا تو ایک متنفس نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ پوری قوم اس کو "جاہلیت" کہنے لگی، اس سے نفرت کرنے لگی اور اس کا مذاق بنانے لگی۔

ایک غلط فہمی

ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ بن الجراح عبداللہ بن سلام، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے اصحابِ علم و فضل اور اربابِ عزم و ہمت نے جب اپنے سابق دور کو دورِ جاہلیت کہا تو عام تصور یہ ہو گیا کہ جاہلیت سے مراد وحشت اور حیوانیت ہے۔ اور عرب قوم ایک وحشی قوم تھی جو حیوانوں کی طرح تہذیب و تمدن سے ناآشنا اور علم و ہنر سے بے بہرہ تھی، اس میں نہ سنجیدگی تھی نہ شرافت، نہ اس کا کوئی خاص سلیقہ تھا، نہ اس کا کوئی خاص ادب تھا۔ یہی تصور تھا جس کی بناء پر تاریخ نویسوں خصوصاً مصنفین سیرت نے عربوں کی صرف وہی خصلتیں پیش کیں جن سے اس غلط تصور کی تصدیق ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ مشہو

شاعر (علامہ حالی) نے عربوں کے اس دور کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جس کا جدا تھا نہ کشور ستاں تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن کا اس پر پڑا تھا نہ سایہ
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی نہ یونان کے علم وفن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبعِ بشر تھی خدا کی زمیں بن جتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا
تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل وغارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

آئینۂ عرب

بدوی قبائل کے متعلق مولانا حالی کے یہ اشعار درست ہیں، لیکن ایسے پس ماندہ قبائل کسی ملک کی تہذیب کا معیار نہیں مانے جاتے۔ چودہ سو سال کے بعد آج کی مہذب دنیا بھی ایسے قبائل سے اپنا دامن نہیں جھاڑ سکی۔ موجودہ دور میں جو ممالک دنیا بھر میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ مانے جاتے ہیں ان کے پس ماندہ گوشوں میں بھی ایسے قبائل موجود ہیں جو علامہ حالی کے ان اشعار کا مصداق ہیں۔ بدوی قبائل کے علاوہ مکہ، طائف، دومۃ الجندل، صحار جیسے شہروں کے متعلق یہ تصور سراسر ظلم ہے۔

جس زمانہ کا تذکرہ مولانا حالی نے ان اشعار میں کیا ہے اسی زمانہ کا ایک مکالمہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے جو فی الحقیقت اس دور کے عربوں کی تہذیب کا آئینہ ہے۔ اس مکالمہ کے ضروری اقتباسات یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔

سلطنت ایران اس زمانہ میں کم از کم ایشیا کی سب سے بڑی منظم اور طاقتور شہنشاہیت تھی، جس کی شان و شوکت سے رومن شہنشاہیت بھی دم بخود رہتی تھی۔

چھٹی صدی عیسوی کا آخری ربع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کا دور ہے۔ اس شاہنشاہیت کا سب سے زیادہ کامیاب دور تھا جب اس کی فوجوں نے رومن شاہنشاہیت (بازنطینی ملوکیت) کی فوجوں کو شکست دیکر تقریباً تباہ کر دیا تھا۔ خسرو پرویز جس کو عرب[1] کسریٰ کہا کرتے تھے اس سلطنت کا تاجدار تھا۔

یہ مکالمہ جس کو تاریخ نے پوری احتیاط سے محفوظ رکھا، جس کے ضروری اقتباسات یہاں درج کئے جا رہے ہیں اسی خسرو پرویز (شہنشاہِ ایران) اور عرب کے ایک رئیس "نعمان بن[2] منذر" کے درمیان ہوا تھا۔

---

[1] تاریخ طبری۔ یہی خسرو پرویز ہے جس نے نامۂ مبارک کو چاک کیا تھا، جس کے نتیجہ میں اس کی پوری شہنشاہیت پارہ پارہ بلکہ بے نام و نشاں ہو گئی۔ یہ نوشیروانِ عادل کا پوتا تھا، باپ کا نام ہرمز تھا۔

[2] نجف اشرف ہمارے زمانہ کا ایک مشہور شہر ہے۔ اسی مقام پر خلیج فارس کے ساحل پر کوفہ سے تین میل ایک شہر تھا جسکو حیرہ کہا جاتا تھا (معجم البلدان) یہ عربوں کی ایک خود مختار ریاست کا مرکز تھا۔ نعمان بن المنذر اسی ریاست کا حکمراں تھا۔ یہ ریاستیں حبش کی یلغار سے تحفظ کے لئے شاہانِ ایران سے اپنا تعلق قائم کئے ہوئے تھیں شاہانِ ایران بھی ان کے معاملات میں کافی دخیل رہتے تھے، یہاں تک کہ نعمان کے پردادا امرء القیس نے نوشیروان بن قباذ (نوشیروانِ عادل) کی مدد سے ہی یہاں کی حکومت حاصل کی تھی (معارف ابن قتیبہ) نعمان کی کنیت ابو قابوس تھی۔ باپ اور دادا دونوں کا ایک ہی نام ہے "المنذر" نعمان بن المنذر بن المنذر بن امرء القیس سلسلہ نسب ہے۔ عربی ادب سے دلچسپی رکھنے والے امرء القیس سے پوری طرح واقف ہیں، شعراء عرب میں استاذ الاساتذہ کا درجہ رکھتا تھا۔ عدی بن زید العبادی بہترین ادیب اور

(باقی اگلے صفحہ پر)

ایران کا شہنشاہی دربار پوری شان و شوکت کے ساتھ آراستہ ہے، خسرو پرویز جدا ایران تخت شاہنشاہیت پر جلوہ افروز ہے۔ روم، شام، ہندوستان اور چین وغیرہ ممالک کے سفراء دربار میں حاضر ہیں، عرب کا یہ رئیس نعمان بن المنذر بھی موجود ہے، سفراء نے خطابات شروع کئے، ہر ایک سفیر نے اپنے ملک کے کچھ حالات بیان کئے۔ نعمان بن منذر کھڑا ہوا اور اس نے اس شان سے تقریر کی کہ سب حیران رہ گئے اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ عرب کا درجہ دنیا میں سب سے زیادہ بلند ہے۔ شہنشاہِ ایران اس جرأت کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے عرب پر سخت تنقید کی، نعمان بن منذر سے کہا تم ایسی قوم کو فوقیت دینا چاہتے ہو جسکی نہ دنیا درست ہے نہ دین درست، جسکی نہ کوئی مملکت ہے نہ اس کے پاس کوئی دستور اور قانون ہے، نہ اس کی آبادی باضابطہ ہے، جنگلوں اور پہاڑوں میں وحشی جانوروں کے ساتھ اس کا

(بقیہ حاشیہ)

بلند پایہ شاعر شہنشاہ ایران "خسرو پرویز" (کسریٰ) کا عربی ترجمان اور وزارت خارجہ میں عرب سے متعلق امور کا انچارج تھا، نعمان کا دوست تھا۔ اس نے نعمان کی تعریف کسریٰ سے کی جس کی بناء پر نعمان کو دربار کسریٰ میں باریابی کا موقع ملا۔ پھر تعلقات خراب ہوگئے، یہاں تک کہ نعمان نے اپنے اس محسن عدی کو قتل کرا دیا۔ باپ کے بعد اس کا بیٹا زید بن عدی دربار ایران میں باپ کے منصب پر فائز ہوا، اس نے نعمان سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیا، کسریٰ کو نعمان سے برہم کر دیا، یہاں تک کہ کسریٰ نے نعمان کو طلب کیا، وہ کچھ دنوں کے لئے غائب ہو گیا۔ پھر آخر کار حاضر ہوا تو کسریٰ نے گرفتار کر کے ساباط کے جیل خانہ میں ڈلوا دیا، پھر ہاتھی کے پیروں سے کچلوا کر مروا دیا۔ (معارف ابن قتیبہ)۔ یہی نعمان بن المنذر ہے جس کے ایک تجارتی قافلہ کی بناء پر فجار کا معرکہ ہوا، جسکو حرب فجار کہا جاتا ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اعمام کے ساتھ تشریف لے گئے تھے، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک دس بارہ سال تھی۔ (ابن سعد ج ۱ ص ۱۲۶)۔

گذران ہے، دنیا کی لذتوں سے ناواقف، لباس و پوشاک سے بے بہرہ، تمدن سے ناآشنا، لوٹ مار ذریعہ معاش ہے، کھانے کو نہیں ملتا تو بچوں کو قتل کر دیتے ہیں، زندہ لڑکیوں کو زمین میں دفن کر دیتے ہیں، اونٹ کا گوشت ان کی محبوب غذا ہے، مہمانوں کی سب سے بڑی مدارات یہی ہے کہ اونٹ کا گوشت پیش کیا جائے جس کو درندے بھی نہیں کھاتے، اور پھر قصائد اور اشعار میں اس پر فخر کیا جاتا ہے۔

نعمان بن منذر کا جواب:

شہنشاہِ عجم! آپ کی قوم کو جو عظمت حاصل ہے میں اس کا انکار نہیں کرتا۔ بیشک وہ عقل و دانش اور ضبط و نظم میں ایک خاص درجہ رکھتی ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ بحیثیت مجموعی دنیا کی کسی قوم کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جس کے عرب مالک ہیں۔

سیاسی عظمت

—— بیشک آپ اور آپ کے بزرگ فاتح رہے ہیں، بہت سے ملک انہوں نے فتح کئے اور ان کے مضبوط قلعوں پر اپنی عظمت کے پرچم لہرائے۔ لیکن آپ یہ بھی خیال فرمائیں کہ عرب انہیں فاتح شہنشاہوں کے پڑوسی رہے ہیں مگر کبھی کسی فاتح کی ہمت ہوئی کہ عرب کا رخ کر سکے، کیونکہ دنیا کی قوموں کی حفاظت ان قلعوں پر موقوف ہے جو چونے کی گٹی اور پتھروں سے تعمیر کئے جاتے ہیں یا ان جزیروں پر جو سمندروں کی موجوں میں روپوش ہیں۔ مگر عرب کے قلعے گھوڑوں کی پیٹھ ہیں، فرشِ زمین ان کا گہوارہ، آسمان چھت۔ اور ان کی محافظ ان کی تلوار ہے ان کا رسد ان کا صبر و استقلال پامردی اور استقامت، جفاکشی اور سخت کوشی۔

شکل و صورت اور ظاہری وجاہت

عرب حسنِ ظاہری، تناسبِ اعضاء، رُوداری اور وجاہت کا معیار ہیں، نہ ان کی آنکھیں بھوری یا پتلی، نہ ان کی ناک پھدی، نہ رخسار چوڑے، نہ ہونٹ موٹے، نہ چہرے جھلے ہوئے نہ سفید فاموں کی طرح کھُرچے ہوئے، نہ بالشتی قد، نہ لمبے ڈول لانبے، نہ نازک بدن، نہ مرجھائے ہوئے۔

نسب

صرف عرب ہی کو حق ہے کہ خالص النسل اور محفوظ النسب ہونے کا دعویٰ کریں، ہر ایک

پشت میں ماہرینِ انساب چھان بین کرتے رہے۔ خاندانی یادداشتوں میں اور شعراء کے قصیدوں میں ہر ایک دور کے نسب محفوظ ہوتے رہے، چنانچہ ہر ایک عرب کو اپنے مورثِ اعلیٰ تک کا نسب معلوم ہے، پورا نسب نامہ اس کی زبان پر چڑھا ہوا ہے[1]۔ لیکن دنیا کی دوسری قوموں سے اگر دریافت کیا جائے تو اکثر قومیں وہ ہیں کہ دو تین پشتوں سے آگے اپنے بزرگوں کے نام سے بھی وہ واقف نہیں ہیں۔

سخاوت اور حوصلہ

ایک معمولی عرب جس کی کل ملکیت ایک اونٹنی ہو، وہی اس کی مزدوری کا ذریعہ، اور وہی اس کی زندگی کا سہارا ہو، اگر اس کے یہاں مہمان آجائے تو اگرچہ گوشت کے چند پارچوں اور کسی مشروب سے وہ اس کی خاطر کر سکتا ہے مگر اس کا حوصلہ اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس معمولی مدارات پر کفایت کرے، وہ اپنی اونٹنی ذبح کر ڈالتا ہے گوشت کے بہترین پارچوں سے اس کی مدارات کرتا ہے اور اگرچہ وہ اپنا سب کچھ قربان کر چکا ہے مگر وہ خوش ہے کہ اس نے مہمان کی خدمت کرنے میں حوصلہ سے کام لیا۔

ادب اور تہذیب

نظم، نثر، قصیدہ گوئی، خطابت اور تقریر میں جو غیر معمولی امتیاز عرب کو حاصل ہے دنیا کی کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے تو عرب کا لباس سب سے بہتر، سب سے زیادہ شاندار ان کی عورتیں باعصمت ان کی سواریاں وہ عربی گھوڑے جن کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی، انکے اونٹ گویا صحرا کے جہاز ہیں سونے اور چاندی کی کانیں زمین کے سینہ میں اور قیمتی ہیرے جواہرات کے پہاڑوں میں موجود ہیں، سمندر ان کی بغل میں ہے جس کے سینہ پر ان کے جہاز رینگتے ہیں اور مشرق کی آخری سرحدوں تک ان کو پہنچاتے ہیں۔

---

[1] جس قوم کے یہاں گھوڑوں اور اونٹوں کے نسب بھی محفوظ ہوں، ہر ایک کو اپنی گھوڑی اور اپنے اونٹ کا سلسلہ نسب یاد ہو، کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کو خود اپنا نسب نامہ یاد نہ ہو۔ محمد میاں۔

دین اور مذہب

عرب کا مذہب جانا پہچانا ہے، اس کے فرائض اور مراسم معلوم ہیں، عرب ان کے پابند ہیں، ان کا ایک بیت (کعبہ) ہے جسکا وہ حج کرتے ہیں وہاں قربانیاں پیش کرتے ہیں، اس کعبہ کا وہ احترام کرتے ہیں، جس شہر میں یہ کعبہ ہے اس کا احترام کرتے ہیں، اس کی کچھ حدود ہیں جنکو حرم کہتے ہیں اس حرم کا وہ احترام کرتے ہیں، اس کی مقررہ حدود میں انسان تو کیا کسی جاندار کو بھی وہ ایذا نہیں پہنچا سکتے، اس کے درخت نہیں کاٹ سکتے۔ سال میں چار مہینے مقرر ہیں جنکو "اشہر حرام" کہتے ہیں، وہ ان کا احترام کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایک بہادر عرب اپنے باپ یا بھائی کے قاتل کو اپنے سامنے دیکھتا ہے وہ اس کے خون کا پیاسا ہے۔ اسے پوری قدرت ہے کہ وہ اس قاتل کا کام تمام کردے اپنے باپ یا بھائی کا قصاص لے لے اور انتقام کی پیاس بجھائے، مگر اس کا دین و مذہب ہی ہے جو اس کے جذبات کو روکتا ہے، اس کے ہاتھ باندھ دیتا ہے، وہ خون کے گھونٹ پیتا ہے اور حرم مکہ یا حرم کے مہینوں میں اپنے باپ اور بھائی کے قاتل سے قصاص نہیں لے سکتا۔

قول وعہد کی پابندی

باقاعدہ عہد و پیمان تو درکنار عہد کی قسم کا اشارہ بھی ہو جاتا ہے تو عرب اس کو ایسی گرہ سمجھتا ہے جو اسی وقت کھل سکتی ہے جب اس کی جان جاتی رہے۔

ایک عرب کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصیبت زدہ نے جس کو اس نے کبھی دیکھا بھی نہیں جو اس سے کوسوں دور ہے، اس کے نام کی دہائی دی ہے۔ اب اس کی پوری قوت اور تمام وسائل اس کی امداد کے لئے اس عزم کے ساتھ وقف ہوتے ہیں کہ یا ظالم ختم ہو جائیگا یا وہ اور اس کا پورا قبیلہ فنا ہو جائیگا۔

ایک اجنبی شخص جس سے نہ تعارف ہے نہ کوئی تعلق، پریشان حال پہنچتا ہے اور کسی قبیلہ کی پناہ لے لیتا ہے تو اب اگر یہ اجنبی کوئی جرم کر کے آیا ہے تب بھی اس قبیلہ کی پناہ میں آنے کے بعد محفوظ ہو جاتا ہے، پناہ دینے والا قبیلہ اپنی جانیں قربان کر سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی موجودگی میں اس پناہ لینے والے کو آنچ آجائے۔

لڑکیوں کا قتل کر دینا

بیشک کچھ لوگ یہ جرم کرتے ہیں مگر اس لئے کہ ان کی غیرت اسکی اجازت نہیں دیتی کہ ان کے گھر پر داماد آئے یا لڑکی کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے جو ان کے لئے عار ہو۔

اونٹ کا گوشت

بیشک وہ اونٹ کا گوشت کھاتے ہیں مگر اس لئے کہ وہ سب سے گراں پڑتا ہے، مخصوص پارچے مثلاً کوہان کا گوشت ایسا عمدہ اور بہتر ہوتا ہے کہ کوئی گوشت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر کوہان کا گوشت[1] ہی ضیافتوں میں پیش کیا جاتا ہے اور اسی پر فخر کیا جاتا ہے۔[2]

خانہ جنگی

یہ درست ہے کہ قبائل میں جنگ رہتی ہے، یہ بھی درست ہے کہ ان کے یہاں کوئی ایسا نظم نہیں ہے کہ سب قبائل کو [illegible] ملک کر دے، نہ ان کے یہاں کوئی شاہنشاہ ہے۔ تو واقعہ یہ ہے کہ سیاسی نظم کا محرک یہ ہوتا ہے کہ ایک گروہ اپنے آپ کو [illegible] محسوس کرتا ہے، اس کو حملہ آوروں کا خطرہ بھی ہوتا ہے تو وہ دوسرے گروہ کے ساتھ منسلک ہو جاتا ہے [illegible] ایسا ہوتا ہے کہ کسی مملکت میں کوئی ایک خاندان اپنی قوت اور قابلیت سے ایسی عظمت حاصل کر لیتا ہے کہ اہل مملکت اس کا

---

[1] ایک تصور یہ تھا کہ زندہ اونٹ کا کوہان پہلے کاٹ لیا جائے تو وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے، لہٰذا پہلے کوہان کاٹ کر [illegible] مہمانوں کے لئے اس کے پارچے تل دیئے جاتے یا کباب بنا لئے جاتے تھے، باقی اونٹ کا گوشت فقراء کا حصہ ہوتا تھا۔ اسلام نے کسی زندہ جانور کے کسی حصہ کے کاٹ لینے کو ظلم اور اس طرح کے گوشت کو حرام اور ناپاک قرار دیا۔

[2] جنگ بدر میں قریش کے جو سردار مارے گئے ان کے ہم مسلک شاعر نے انکے مرثیہ میں ان کی مہمانداری کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ دعوت کے موقع پر کوہان کے پارچے اور کباب پیش کیا کرتے تھے جو آبنوس کی کشتیوں میں سجے ہوئے ہوتے تھے۔ (بخاری شریف ص ۵۵۸)

لو یا ماننے لگتے ہیں تو وہ اس کو بادشاہ بنا دیتے ہیں اور اپنی گردنیں اس کے سامنے جھکا دیتے ہیں ۔ لیکن عرب کی حالت یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ وہ قابلیت رکھتا ہے کہ بادشاہت کر سکے ، وہ کسی سے مرعوب ہونا نہیں جانتا ، اپنی قوت پر اس کو اعتماد ہوتا ہے ، بس ہر قبیلہ اپنی جگہ بادشاہ ہے ، نہ کسی کے سامنے گردن جھکانے کو تیار ہوتا ہے نہ یہ برداشت کر سکتا ہے کہ کسی کو خراج یا ٹیکس دے یا کسی کا بیگاری بنے ۔ (ماخوذ از عقد الفرید لابن عبد ربہ ۔ جلد اول باب الوفود علی الملوک)

نعمان بن منذر کی تقریر کے کچھ حصوں سے اور اس کے بعض خیالات سے اختلاف ہو سکتا ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عربوں کا تصور اپنے متعلق یہی تھا ۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو خصلتیں اور جو خصوصیات بیان کیں وہ اپنی جگہ پر صحیح ہیں ۔ عرب فی الواقع ان خصوصیات کے حامل تھے ۔ کسی قدر تفصیل آئندہ باب میں ملاحظہ فرمائیے ۔

المکرم پریس

خلیق و دیانتدار عملہ
بہترین و با رعایت طباعت

۵ ۔ شارع فاطمہ جناح ، لاہور

جسمانی ، دماغی ، اعصابی کمزوری کی خاص دوا

شدھ مکر دھوج وٹی

یہ گولیاں جسمانی ، دماغی ہر قسم کی طاقتوں کو بحال کرتی ہے ۔ بینائی کی محافظ ہیں ۔ گردہ ، معدہ ، سنگرہنی ، مثانہ اور جگر کی کمزوری اور دل کی دھڑکن وغیرہ امراض کو رفع کرتی ہیں ۔ ذیابیطس کا خاص علاج ہیں ۔ چہرہ کی زردی ، خون کی کمی ، دبلاپن ضعف معدہ دور کر کے خون بڑھاتی ہیں ۔ قیمت : پچاس گولی سات روپے ۔ ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ

حکیم محمد عبداللہ آیورویدک فارمیسی ۔ شاہ عالمی پارہ منڈی لاہور

ایک تحفہ

برائے طلبۂ حفظ و طلبۂ علوم اسلامیہ

★

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر تھے کہ اچانک حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے، عرض کیا کہ میرے ماں باپ جناب پر قربان ہوں، یہ قرآن کریم میرے دل سے بے اختیار نکل جاتا ہے تو میں اپنے آپ کو اس کے حفظ پر قادر نہیں پاتا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا اے ابوالحسن! کیا میں تمھیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جن سے اللہ تعالیٰ تمھیں بھی نفع بخشے اور جسے تم سکھادو اسے بھی نفع پہنچائے اور جو کچھ تم سیکھو وہ دل میں جم جائے۔ وہ عرض کرنے لگے کہ ضرور یا رسول اللہ مجھے ایسے کلمات بتلائیے۔

ارشاد فرمایا کہ جب شب جمعہ آئے تو اگر تم رات کے آخری تہائی حصہ میں اٹھ سکو تو وہ تو ساعت مشہودہ ہوتی ہے اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اور میرے بھائی یعقوب (علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام) نے اپنے لڑکوں سے یہ فرمایا تھا کہ میں تمھارے واسطے اپنے پروردگار سے استغفار کرونگا۔ (حضرت یعقوب علیہ السلام) یہ فرماتے تھے کہ شب جمعہ آئیگی تب (تمھارے لئے اس شب میں دعا کرونگا)۔ اگر تم یہ نہ کر سکو تو رات کے درمیانہ حصہ میں پڑھ لینا۔ اور اگر (ایسا بھی) نہ کر سکو تو رات کے ابتدائی حصہ میں کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھو، پہلی رکعت میں سورتِ فاتحہ اور سورتِ یٰسٓ اور دوسری رکعت میں سورتِ فاتحہ اور حٰمٓ الدخان اور تیسری رکعت میں سورتِ فاتحہ اور الٓمٓ تنزیل السجدہ اور چوتھی رکعت میں سورتِ فاتحہ اور تبارک الملک پڑھو، پھر جب التحیات سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد[1]

---

[1] مثلاً، الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین اور الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔

کرو۔ اور اللہ کی ثنا[1] بہترین کلمات سے کرو۔ اور مجھ پر[2] اور تمام انبیاء کرام پر بہترین طرح درود بھیجو۔ اور سب[3] مومنوں کے لئے (مرد و زن) اور ان بھائیوں کے لئے جو تم سے پہلے ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے خدا سے مغفرت طلب کرو۔ پھر اس کے بعد کہو:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْ مَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ۔ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ: وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِيْ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ:

اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، ہمیشہ میرے گناہ چھڑا کر جب تک تو مجھے زندہ رکھے، اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بے فائدہ کاموں (میں الجھا رہوں اور ایسے کاموں) کی کلفت برداشت کروں۔ اور جو چیز تجھے خوش کرے اس میں ہی مجھے حسن نظر

---

[1] مثلاً، لا اُحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔

[2] مثلاً۔ درودِ ابراہیمی کے بعد اللّٰھم صل علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔

[3] مثلاً، کہے اللّٰھم اغفر لجمیع المؤمنین والمؤمنات اور کہے ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

عنایت فرما (کہ وہی بات مجھے بھی بھلی لگے) ۔ اے آسمان و زمین کو بلا مثال کے پیدا فرمانے والے ، اے ذوالجلال والاکرام ، اے اس عزت والے کہ جس کا ارادہ بھی کسی دوسرے سے ممکن نہیں ، اے اللہ اے رحمٰن ! میں تجھ سے تیرے جلال اور تیرے نور ذات کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے دل پر اپنی کتاب کی یاد داشت لازم فرما دے (جما دے اور چمٹا دے) جیسے کہ تو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی ہے (کہ پڑھ لیتا ہوں) اور مجھے یہ توفیق مرحمت فرما کہ میں اسے اسی طرح پڑھا کروں کہ جو تجھ کو مجھ سے راضی کرے ۔ اے اللہ اے بدیع السماوات والارض ، اے ذوالجلال والاکرام اور اے اس عزت (کے بلند مقام) والے کہ جس کا ارادہ (بھی) نہیں کیا جاسکتا ، میں تجھ سے اے اللہ اے رحمٰن تیرے جلال اور تیرے نور ذات کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی کتاب کے نور سے میری بصارت (بینائی) کو پُر نور فرما ۔ اور اس پر میری زبان کو چلا ۔ اور اس (کی برکت) سے میرے دل سے تنگی ہٹا ، اور میرے سینہ کو اس کے ذریعہ کھول دے ۔ اور میرے بدن کو اس کے ذریعہ دھودے ، کیونکہ بلا شبہ تیرے سوا کوئی بھی راہ حق پر (قائم رہنے میں) میری مدد نہیں کرسکتا ۔ اور تیرے سوا کوئی بھی یہ بات نہیں دے سکتا اور جو بھی استطاعت و قدرت ہوتی ہے وہ صرف اللہ ہی سے ملتی ہے جو بلند و بڑا ہے ۔

(پھر ارشاد فرمایا) اے ابوالحسن ! یہ تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کرو ، اللہ کے حکم سے دعاء قبول کی جائیگی ۔ قسم اس ذات کی جس نے مجھے پیغام حق دے کر بھیجا ہے یہ دعاء کا طریقہ کسی بھی مومن کا ہرگز خالی نہیں جاتا ۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم حضرت علیؓ کو پانچ یا سات جمعے ہی گذرے ہونگے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی جیسی مجلس میں حاضر ہوئے (اور) عرض کیا کہ اے اللہ کے (سچے) رسول ! میں پہلے تو چار آیتیں یا ان کے قریب قریب سیکھتا تھا اور جب

میں اپنے آپ پڑھنے لگتا تھا تو یہ آیات ذہن سے نکل جایا کرتی تھیں ۔ اور آج میں چالیس یا انکے قریب آیات یاد کرلیتا ہوں ، جب میں اپنے آپ (حفظ) پڑھتا ہوں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے کتاب اللہ میرے سامنے ہے ، اور پہلے تو میں حدیث سنا کرتا تھا پھر جب دہراتا تھا تو وہ ذہن سے نکل جاتی تھی اور میں آج بہت سی حدیثیں سنتا ہوں پھر جب وہ بیان کرتا ہوں تو ان میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا ۔

اس پر ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو الحسن! رب کعبہ کی قسم مومن ہو ۔

(ترمذی شریف ، ابواب الدعوات)

ج : ۲ - ص : ۱۹۶

پاکستان بھر میں مشہور و مقبول

پی-سی-ٹی مارکہ

پُرزہ جات سائیکل

ایجنٹ

بٹ سائیکل سٹور ○ نیلا گنبد لاہور

فون دفتر : ۶۵۳۰۹ / ۶۵۹۴۲ فون فیکٹری : ۶۰۰۵۰

تعلیم الرفق فی طلب الرزق

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی پاکستان کی معروف علمی شخصیت ہیں مختلف موضوعات پر لکھی ہوئی آپ کی گرانقدر کتابیں اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ اشرفیہ لاہور میں استاذ حدیث ہیں۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں بھی کافی عرصہ علمی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ قیام ملتان کے دوران وہاں کی ایک بڑی مسجد میں آپ جمعہ بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ نماز جمعہ سے پہلے آپ جو تقریریں فرمایا کرتے تھے، مفید ترمواد اور علمی جواہر ریزوں پر مشتمل ہونے کے سبب یہ تقریریں بہت مقبول تھیں، ہم نے انوار مدینہ میں ان تقاریر کی اشاعت شروع کی ہے، امید ہے یہ سلسلہ عرصہ تک جاری رہے گا اور قارئین کرام محظوظ و مستفید ہوں گے ——— ادارہ ———

غم بھی گذشتنی ہے خوشی بھی گذشتنی — کرغم کو اختیار کہ گزرے تو غم نہ ہو

مسکین حریص در ہمہ عالم ہمے رود — او در قفائے رزق و اجل در قفائے او

افسوس کہ آخرت سے غفلت بڑھ گئی۔ دنیا میں بھی مفلس اور آخرت میں بھی مفلس۔ کتنی بُری بات ہے۔ اس زمانے میں گناہوں کی فراوانی ہے۔ لوگ خدا سے دور ہوتے جارہے ہیں۔

مفلسی ہے اور بیکاری بھی ہے — رشوتوں کی گرم بازاری بھی ہے

حق پرستوں کے لئے ہے قید و بند — اہل باطل کی طرفداری بھی ہے

اہل دنیا سے ہے بس اتنا سوال — آخرت کی کوئی تیاری بھی ہے

ڈھول تاشے پھول باجہ کھیل کود — اس پہ دعوائے وفاداری بھی ہے

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ بلادِ رُوم میں ہمارے ساتھ ایک شخص شریک سفر ہوا۔ وہ نہ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا

میں نے ایک دن پوچھا کہ گیارہ دن سے آپ نے نہ کچھ کھایا اور نہ پیا کیا بات ہے۔ فرمایا جدائی کے وقت بتادوں گا۔ جب فراق قریب آیا تو فرمایا ہم ایک بار غزا میں گئے کفار سے جنگ ہوئی میرے رفقاء شہید ہوئے میں بھی زخمی ہونے کی وجہ سے لاشوں میں پڑا ہوا تھا۔ بوقت غروب آفتاب اوپر فضا سے بڑی مست اور مزیدار خوشبو آنے لگی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو خوبصورت لڑکیوں کو دیکھا۔ اتنی حسین عورتیں میں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں پانی کے گلاس تھے۔ وہ شہیدوں کے منہ میں پانی ڈالنے لگیں۔ میں نے آنکھیں بند کر دیں۔ تاآنکہ وہ میرے پاس پہنچ گئیں۔ ایک نے کہا اصببن فی حلق هذا وعجّلن قبل ان تغلق ابواب السماء فنبقى فی الارض فقالت اخرٰی اسقیه وفیه رمق فقالت الاخرٰی اسقیه لابأس علیك یا اختی یعنی اس شخص کے حلق میں پانی جلدی ڈالو قبل اس کے کہ آسمان کے دروازے بند ہو جائیں ورنہ ہم زمین پر ہی رہ جائیں گے۔ دوسرے نے کہا میں کیسے پلاؤں۔ اس میں تو جان باقی ہے۔ پہلی نے کہا پلا دینا اس میں کوئی حرج نہیں میری بہن۔ چنانچہ اس حور نے میرے حلق میں بھی پانی ڈال دیا۔ فانا منذ شربت ذلك الشراب لا احتاج الی طعام ولا شراب۔ یعنی جب سے میں نے وہ شربت پیا ہے اس وقت سے مجھے نہ طعام کی ضرورت رہتی ہے اور نہ پانی کی۔

برادران اسلام! دعا کرو کہ ہمارا خاتمہ بالایمان ہو۔ اور ہمیں جنت نصیب ہو جائے۔ افسوس کہ دنیاوی غذاؤں اور چیزوں کے حصول کی تو ہم انتھک کوشش کرتے ہیں مگر آخرت کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیاوی نعمت آخرت کی نعمت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ دیکھا آپ نے اس قصے میں کہ جنت کے چند قطرے بزرگ کو نصیب ہوتے تو ہمیشہ کے لئے خورد و نوش سے بے پرواہ ہو گئے۔ دنیا میں اگر غم ہو بھوک ہو افلاس ہو تو یہ ختم ہو جائیں گے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں آبادی سے دور دریا کے کنارے مدت مدید تک عبادت میں مصروف تھا۔ ایک بار عید الفطر آئی۔ قریب بستی میں نماز پڑھنے گیا۔ جب نماز سے واپس اپنے مکان میں آیا تو اپنے خلوت گاہ میں ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ دروازہ میں اس کے قدموں کا کوئی نشان نہ تھا۔ تعجب ہوا کہ کہاں سے داخل ہوا۔ نماز کے بعد دیر تک وہ مصلی پر روتا رہا۔ اور میں سوچ میں ہوں کہ عید کا دن ہے۔ کیا پیش کروں۔ کیونکہ یہ میرا مہمان ہے اور میرے پاس کچھ نہ تھا۔ اس نے کہا فکر نہ کرو غیب میں ایسے چیزیں ہیں جن کو ہم نہیں جانتے۔ لیکن اگر پانی تیرے پاس ہو تو لے آئیے۔ میں اٹھا

تاکہ لوٹے میں پانی لاؤں۔ فوجدت عند الابریق رغیفین کبیرین حارین کانھما الساعۃ خرجا من الفرن ولوزا کبیرًا میں نے لوٹے کے پاس دو بڑی روٹیاں پائیں وہ گرم تھیں گویا ابھی ابھی توے سے اتاری گئی ہیں اور بہت سے بڑے بڑے بادام بھی ملے میں نے یہ سب کچھ ان کے پاس رکھ دیا۔ انھوں نے روٹی توڑی۔ اور بادام کو میرے سامنے رکھ دیا اور کہا کھائیے۔ وہ مجھے بادام کھلا رہے تھے مگر خود نہ کھایا سوائے ایک یا دو باداموں کے۔ مجھے اس طعام کے حصول میں تعجب ہو رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا تعجب نہ کرو اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں، کہ وہ جہاں بھی ہوں اپنی مراد پا لیتے ہیں۔ مجھے اس سے مزید تعجب ہوا اور دل میں مواخاۃ کی طلب کا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا لا تعجل بطلب المواخاۃ فانا لابدّ ان اعود الیك ان شاء اللہ طلب مؤاخاۃ (دوستی) میں عجلت نہ کریں انشاء اللہ پھر آؤں گا۔ پھر وہ مجھ سے پوشیدہ ہوئے۔ معلوم نہیں کہ کدھر گئے۔ مجھے تعجب در تعجب ہوا۔ فلما کان اللیلۃ السابعۃ من شوال اتانی وواخانی رضی اللہ عنہ۔ جب شوال کی ساتویں رات آئی تو وہ میرے پاس آئے اور بھائی بن گئے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں اور ابو علی بدوی ایک ولی اللہ کی زیارت کے لئے نکلے۔ ایک جنگل میں جا کر دیکھا کہ ایک طرف بہت بڑا درندہ سویا ہوا ہے۔ ہم قریب ہوتے تو معلوم ہوا کہ وہ اندھا ہے ہم اس کے امر و احوال سے تعجب کرتے ہوئے ابھی کھڑے ہی تھے کہ ایک کوّا آیا اس کے چونچ میں گوشت کا بہت بڑا ٹکڑا تھا اس نے پروں سے اس درندے کے کان مارے۔ درندے نے منہ کھولا کوے نے وہ ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالدیا۔ ابو علی نے فرمایا قدرت کی یہ علامت ہماری عبرت کے لئے ہے نہ کہ درندہ کے لئے۔ ہم آگے گئے۔ ایک جھونپڑی پر نگاہ پڑی۔ ہم اس کے قریب گئے۔ فاذا فیہ عجوز کبیرۃ لیس عندھا شیٔ وعلی باب الکوخ حجر منقور یعنی اس میں ایک بوڑھیا تھی جس کے پاس کوئی سامان نہ تھا۔ دروازے کے قریب ایک پتھر پڑا تھا جس میں گڑھا تھا ہم نے سلام کیا۔ اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ وہ عبادت میں مصروف تھی۔ نماز مغرب کے بعد وہ جھونپڑی سے باہر نکلی۔ ہاتھ میں دو روٹیاں اور کچھ خرما تھے۔ فرمایا۔ اندر جاؤ۔ جو ملے وہ کھالو۔ ہم اندر گئے۔ تو چار روٹیاں تھیں اور دو ٹکڑے خرما کے، حالانکہ وہاں پر قریب کوئی خرما کا درخت نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد بادل آیا۔ برسا۔ پتھر کا گڑھا بھر گیا۔ اور اس پتھر سے باہر ایک قطرہ بھی بارش کا نہ پڑا۔ ہم نے پوچھا۔ یہاں پر کتنی مدت سے مقیم ہو۔ کہا

ستر سال سے۔ سبعین سنۃ ھکذا حالی مع مولائی فی قوتی و شرابی کما ترون یعنی ستر سال سے میرا حال اپنے مولیٰ سے کھانے پینے کے معاملات میں ایسا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ ہم نے پانی کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا ہر شب سردی اور گرمی میں یہ بدلی آکر برستی ہے۔ اور یہ دو روٹیاں اور خرما بھی اسی طرح ہر شب پہنچتے ہیں۔ پھر فرمایا کہاں جا رہے ہو۔ ہم نے کہا ابو نصر سمرقندی کی زیارت کے لئے۔ فرمایا وہ تو صالح انسان ہے۔ پھر اس نے آواز دی۔ اے ابو نصر ان لوگوں کے پاس تشریف لائیے۔ پھر کیا دیکھا کہ ابو نصر صاحب سامنے نمودار ہوئے۔ ہم نے ایک دوسرے کو السلام علیکم کہا۔ پھر فرمایا جب بندہ خدا کی طاعت کرے تو خدا اس کے امور کو بجا لاتا ہے۔

ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ جنگل میں ایک چرواہے سے میں نے دودھ یا پانی کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا دونوں موجود ہیں۔ کونسا پسند ہے۔ میں نے کہا پانی۔ اس نے اپنے عصا سے ایک چٹان مارا جس سے چشمہ بہنے لگا۔ میں نے پانی پیا۔ فاذا ھو ابرد من الثلج واحلیٰ من العسل وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں حیران رہ گیا۔ فرمایا لاتتعجب فان العبد اذا اطاع مولاہ اطاعہ کل شئٍ یعنی بندہ جب خدا کی طاعت کرے۔ تو ہر شئے اس کی اطاعت کرے گی۔

حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس مدائن شہر میں ایک مہمان آیا۔ سلمان فارسی مہمان کو ساتھ لے کر شہر سے نکلے۔ تو بہت سے ہرن اور پرندے جنگل میں دیکھے۔ سلمانؓ نے فرمایا لیاتینی ظبی وطیر منکن سمینان فقد جاءنی ضیف واحب اکرامہ فجاء کلاھما یعنی ایک موٹا ہرن اور پرندہ تم میں سے ضرور آجائے میرا مہمان آیا ہوا ہے جس کی میں تعظیم کرنا چاہتا ہوں۔

ہرن اور پرندہ دونوں آئے۔ اس مہمان نے کہا سبحان اللہ تمہارے لئے پرندے مسخر ہوئے ہیں۔ سلمان نے فرمایا افتعجب من ھذا ھل رأیت عبدا اطاع اللہ فعصاہ شئ۔ آپ اس سے تعجب کرتے ہیں کیا آپ نے ایسا بندہ بھی دیکھا ہے جو خدا کی اطاعت کرتا ہو اور پھر کوئی شئے مخلوق میں سے اس بندہ کی اطاعت نہ کرے؟

عبد الواحد بن زید فرماتے ہیں میں اور ایوب سختیانی سفر پر گئے۔ ہم ملک شام کے ایک راستہ پر جا رہے تھے۔ ایک سیاہ رنگ والا آدمی لکڑی کا گٹھا سر پر اٹھائے آ رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے۔ اس نے کہا لمثلی تقول ھذا ثم رفع رأسہ الی السماء وقال الٰھی

حوّل ھذا الحطب ذھبًا فاذا ھو ذھب مجھ جیسے سے یہ سوال؟ پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اے اللہ یہ ساری لکڑیاں سونا بن جائیں۔ پھر دیکھا واقعی وہ لکڑیاں سونا بن گئیں۔ پھر فرمایا تم نے یہ دیکھ لیا۔ ہم نے کہا ہاں۔ پھر کہا اللھم ردّہ حطبا فصار حطبا کما کان اوّلاً۔ اے اللہ یہ پھر لکڑیاں ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا عارفین کے حالات پوچھو۔ ان کے عجائبات فنا نہیں ہوتے۔ ایوبؒ فرماتے ہیں میں اس عبد اسود سے سخت شرمندہ ہوا اور حیران بھی۔ واستحییت منہ حیاء ما استحییت مثلہ قبل ھذا من احد قط یعنی میں اس کے سامنے اتنا شرمندہ ہوا کہ اتنا شرمندہ کسی کے سامنے نہیں ہوا تھا۔ پھر میں نے پوچھا کیا تیرے ساتھ طعام ہے۔ اس نے سامنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو فوراً ہمارے پاس شہد کا ایک بڑا پیالہ نمودار ہوا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

یہ شہد مکھی سے نکلا ہوا نہیں فرمانے لگے کھاؤ ہم نے کھایا۔ اس سے بڑھ کر کوئی میٹھی چیز ہم نے نہیں دیکھی۔ ہمیں حیرت ہوئی۔ اس نے کہا۔ عارف باللہ خدا کے کرشموں سے حیرت نہیں کرتا۔

ابو العباس حرا کہتے ہیں میں نے ایک بھائی یعنی معرفت باللہ کا بھائی مکہ میں چھوڑا اور میں مصر چلا آیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد وہ بھائی میرے پاس آیا۔ میں اس کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا یا اخی انا جائع میں بھوکا ہوں۔ میں نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ اور میں کسی سے مانگنا بھی نہیں فما تمّ کلامی معہ حتی دخل من شبّاك البیت عصفور کبیر داقی فی حجری فیرا طا کبیرا فاخذ تہ واشتریت لہ بہ شیئا فاکلہ یعنی میرا کلام ابھی اس کے ساتھ پورا نہیں ہوا تھا کہ مکان کے روشندان سے ایک بڑا پرندہ اندر آنکلا اور ایک بڑا موتی اس نے میرے گود میں ڈالدیا۔ میں نے اسکو اٹھایا اور کھانے کی اشیاء خریدیں۔ سو اس نے کھالیں۔

ایک شخص کہتا ہے۔ کہ میں ایک بزرگ کے پاس گیا۔ ان کے گھر میں دنیاوی متاع و اسباب میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے پوچھا کیا تمہارا کوئی سامان نہیں۔ فرمایا ہمارے دو مکان ہیں دار امن اور دار خوف ہم اپنے مال کو دار امن یعنی آخرت میں ذخیرہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا اس منزل میں بھی تو کچھ ہونا چاہیئے فرمایا۔ ان صاحب ھذا المنزل لا یدعنا فیہ یعنی مکان کا مالک ہمیں اس میں نہیں چھوڑتا۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے ۔۔۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

بعض بزرگوں کا قول ہے۔ الدنیا عاریۃ او ودیعۃ ولابد للمعیر ان یرجع فی عاریتہ وللمودع

ان یأخذ ودیعتہ۔

؎ وما المال والاھلون الاودیعۃ ولابد یوما ان ترد الودائع

یعنی یہ مال اور اہل امانت ہیں۔ یہ امانتیں ضرور ایک دن واپس کرنی ہوں گی۔ دوستو۔ آج دنیاوی بازار آباد ہیں۔ مگر روح وقلب کے بازاروں میں تباہی دکھائی دے رہی ہے۔ روٹی روٹی کی پکار ہے۔ حالانکہ انسان خدا کا اگر ہوجائے تو آپ نے سابقہ حکایت سے معلوم کرلیا ہوگا کہ روٹی کس طرح غیب سے خدا پہنچاتا ہے۔ خدا مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ روٹی اور رزق کے حصول کے لئے انسان کوشش نہ کرے بلکہ رزق حلال کے لئے محنت کرنا مسنون ہے۔ خدا و رسول بھی اس سے خوش ہوتے ہیں۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مقصود حقیقی رضائے خدا ہے۔ تحصیلِ رزق کے وقت خدا کے احکام کو پس پشت نہ ڈالو۔

ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں بازار گیا۔ میرے ساتھ میری حبشیہ لونڈی بھی تھی۔ میں نے ایک جگہ پر اسے بٹھایا اور کہا کہ یہاں سے نہ ہٹ میرا انتظار کر۔ جب میں کام سے فارغ ہوکر واپس آیا تو وہ نہ تھی۔ مجھے اس پر بڑا غصہ آیا۔ اپنے گھر آگیا۔ وہ بھی آگئی۔ اس نے کہا انك اجلستنی بین قوم لایذکرون اللہ فخشیت ان ینزل بھم خسف وانا معھم یعنی آپ نے مجھے ایسی قوم میں چھوڑا جو ذکر اللہ نہیں کرتی تھی میں اس خوف سے وہاں سے نکل پڑی کہ ان پر عذاب خسف نازل ہوجائے گا اور میں بھی ساتھ ہوں گی۔ میں نے کہا اس امت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے عذاب خسف نازل نہیں ہوگا۔ کہا ان رفع عنھم خسف المکان فما رفع عنھم خسف القلوب یامن خسف بمعرفتہ وقلبہ وھو فی غفلۃ بادر الی حمیتك ودوائك قبل موتك وفنائك۔ یعنی خسف مکان اٹھایا گیا ہے خسف قلوب تو نہیں اٹھایا گیا۔ اے برادر تیرے قلب و معرفت پر عذاب نازل ہوچکا ہے۔ اور تو غفلت میں ہے۔ موت سے قبل اپنا علاج کر۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھے

ھلموا بنا نذری الدموع تأسفا بلاء المعاصی فوق کل بلاء

لعل الٰھی ان یمن بجمعنا فقد طال فی سجن الفراق عنائی

فیا مجھتی لاتترکی الحزن ساعۃ ویا مقلتی ھذا اوان بکائی

یعنی ہمیں یہیں ٹھہرا دو۔ تاکہ غم کے آنسو بہائیں۔ گناہوں کی مصیبت تمام مصائب سے سخت تر ہے

شاید اللہ ہماری جماعت پر احسان فرمائے۔ قید فراق میں مدت سے تکلیف اٹھا رہا ہوں اے میرے نفس۔ ایک ساعت بھی فکر آخرت ترک نہ کرنا۔ اور اے میری آنکھ۔ اب رونے کا وقت ہے۔

ابو عامر واعظ کہتے ہیں۔ میں نے اپنی لونڈی جو کہ عارف باللہ تھی کو کہا آیئے بازار چلیں تاکہ حوائج رمضان خریدیں۔ رمضان کا مہینہ آ رہا ہے۔ اس نے کہا الحمد للہ الذی جعل الاشھر عندی شھرا واحدا ولم یجعل لی شغلا بالدنیا یعنی الحمد للہ کہ خدا نے سارے مہینے میرے نزدیک ایک مہینہ کی طرح کر دیئے۔ دنیاوی امور کے شغل سے محفوظ رکھا۔ فرماتے ہیں۔ وہ صائم الدھر اور قائم اللیل تھی۔ جب عید قریب آئی۔ تو میں نے اسے کہا صبح سویرے بازار چلیں گے۔ تاکہ عید کے لئے اشیا خریدیں اس نے کہا یامولائی ما اعظم شغلك بالدنیا۔ دنیاوی امور پر کتنا زیادہ شغل رکھتے ہو۔ پھر وہ اپنے عبادت خانہ میں گئی۔ اور نماز شروع کی۔ جب اس آیت پر پہنچی وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ اور پلائیں گے اس کو پانی پیپ کا۔ (ابراھیم پ۱۳) تو بار بار دھرایا۔ حتیٰ صاحت صیحۃ واحدۃ فارقت بھا الدنیا۔ پھر اس نے ایک چیخ ماری۔ جس کے ساتھ وہ دنیا سے کوچ کر گئی۔ مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ۔ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ۔ یعنی گھونٹ گھونٹ پیتا ہوگا۔ اور گلے سے نہیں اتار سکتا ہوگا۔ اور چلی آتی ہوگی اس پر موت ہر طرف سے اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے عذاب ہے سخت۔ حدیث میں ہے۔ کہ فرشتے لوہے کے گرز سر پر مار کر زبردستی دوزخیوں کے منہ میں ڈالیں گے۔ جس وقت منہ کے قریب کریں گے شدت حرارت سے دماغ اور سر کی کھال اتر کر نیچے لٹک پڑے گی۔ منہ میں پہنچ کر گلے میں پھنسے گا۔ بڑی مصیبت کے ساتھ ایک ایک گھونٹ کر کے حلق سے نیچے اتاریں گے اللہ تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ اس شخص کی زندگی بڑی قابل رشک ہے جو حرام رزق اور حرام کاموں سے محفوظ ہو۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں — بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں
تنہا نظر آتا ہوں سو بے یار نہیں ہوں — مظلوم ہوں مجبور ہوں جبار نہیں ہوں

ابو بکر بن الفضل فرماتے ہیں میرا ایک رومی دوست تھا۔ ایک بار میں نے اس سے اسلام لانے کا سبب پوچھا۔ اس نے بتانے سے انکار کیا۔ میں مصر ہو گیا اور کہا ضرور بتانا ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کی فوج نے ہمارا محاصرہ کیا۔ ہم نے ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ طرفین سے

کئی آدمی قتل اور قیدی ہوئے۔ میں نے دس مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ میں روم میں بڑے مرتبہ والا تھا۔ مسلمان قیدیوں کو اپنے نوکروں کے سپرد کیا تاکہ ان کی نگرانی کریں۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک نوکر نے ایک مسلمان قیدی سے کچھ لیا اور پھر اس کو کھولدیا۔ مسلمان نے نماز پڑھی۔ میں نے اُس نوکر موکّل کو مارا۔ اور پوچھا۔ آپ نے اس مسلمان قیدی سے کیا لیا۔ اس نے کہا کہ یہ مسلمان ہر نماز کے وقت مجھے ایک دینار دیتا ہے اور میں اسے نماز پڑھنے کے لئے کھول دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ اس کے ساتھ کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ ہاں نماز سے فراغت کے بعد ہاتھ زمین پر مار دیتا ہے پھر ایک دینار اٹھا کر میرے حوالہ کر دیتا ہے رومی دوست نے کہا کہ میں نے بھی آزمانا چاہا۔ دوسرے دن میں نے اسی نوکر کا لباس پہنا۔ اور نوکر کو فارغ کیا کہ آج میں ہی نگرانی کروں گا۔ جب ظہر کا وقت ہوا انہوں نے اشارہ کیا کہ نماز پڑھنا چاہتا ہوں اور ایک دینار آپ کو دوں گا۔ میں نے کہا میں دو دینار لوں گا انہوں نے کہا بہت اچھا۔ میں نے اسے کھولا۔ انہوں نے نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو انہوں نے ہاتھ زمین پر مارا اور مجھے دو نئے دینار اٹھا کر دے دئے۔ عصر کے وقت انہوں نے حسب عادت اشارہ کیا۔ میں نے اشارہ سے بتایا کہ میں پانچ دینار لوں گا۔ انہوں نے نماز کے بعد پانچ دینار دیئے۔ عشاء کے وقت میں نے کہا بیس لوں گا۔ کہا اچھا۔ نماز کے بعد ہاتھ زمین پر مارا اور بیس دینار اٹھا کر مجھے دیدیئے۔ فرمایا اطلب ماشئت فان سیدی غنی کریم لا یبخل علیّ بما اسالہُ فیہ جو جی میں آئے مانگ میرا مولا غنی و سخی ہے۔ میرے سوال پر مولیٰ دینے میں بخل نہیں کرتا۔ میں رات کو سوگیا اور اس مسلمان کے معاملہ سے میرا دل بڑا متاثر تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ ولی اللہ ہیں ان کی ہیبت دل میں پیدا ہوئی۔ صبح میں نے ان کی بیڑیاں کھول دیں ان کا اکرام کیا کپڑے پہنائے اور اختیار دیا کہ چاہے عزت سے میرے پاس رہیں یا چاہے اپنے ملک چلے جائیں۔ انہوں نے اپنے ملک جانے کو ترجیح دی۔ میں نے ان کے لئے خچر تیار کیا۔ اپنے ہاتھ سے خچر پر سوار کیا۔ زاد راہ دیا۔ رخصت کے وقت انہوں نے میرے لئے یہ دعا کی توفاك اللہ علیٰ احبّ الادیان الیہ فواللہ ما استتم ھذہ الکلمۃ حتیٰ وقع دین الاسلام فی قلبی یعنی آپ کی وفات اُس دین پر ہو جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو رومی نے کہا کہ اس مسلمان بزرگ کی دعا ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ میرے دل میں اسلام کی محبت پڑ گئی۔ پھر میں نے اپنے غُلاموں میں سے دس معتمد غلام ساتھ بھیجے۔ اور ان کی حفاظت و آرام کی تاکید کی۔ میں نے ان کو دوات و کاغذ دیا

اور ان کے اور اپنے درمیان تعارف کی ایک پوشیدہ علامت طے کی کہ خط میں اس علامت کا حوالہ دیا کریں تاکہ مجھے پتہ چلے کہ یہ خط واقعی آپ نے بھیجا ہے اور واقعی آپ گھر پہنچ گئے۔ اور گھر پہنچتے ہی خط لکھنے کی تاکید کی۔ (ہمارے اور ان کے درمیان پانچ دن کی مسافت تھی۔) چنانچہ وہ روانہ ہوئے۔ چھٹے دن میرے غلام واپس آئے۔ اُن کے پاس مسلمان شہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط بھی تھا۔ خط میں وہی پوشیدہ علامت مندرج تھی۔ میں نے اتنی عجلت سے واپسی کی وجہ پوچھی۔ (کیونکہ آنے جانے پر دس دن لگتے تھے) انھوں نے کہا جس وقت ہم آپ سے رخصت ہوئے ایک ہی ساعت میں بغیر تھکان کے ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ مگر واپسی پر مسلسل پانچ دن سفر کرتے ہوئے بڑی تکلیف سے ہم پہنچے، میں نے اسی وقت کہا اشھد ان لآ الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ وان دین الاسلام حق۔ پھر بلاد روم سے بلاد اسلام میں آیا۔ اب میرا یہ حال ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

دوستو۔ سچے مسلمانوں کا حال ایسا ہوتا ہے۔ یہ درہم و دینار سیم و زر کیا چیز ہیں۔ افسوس کہ آج مسلمان دولت کے پیچھے ایسے پڑے ہوتے ہیں۔ کہ خدا اور رسول کے ضروری اور واجبی احکام تک بجا نہیں لاتے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب نے کیا خوب فرمایا۔

جہاں میں کہیں شور و ماتم بپا ہے کہیں فقر و فاقہ میں آہ و بکا ہے
کہیں شکوۂ جور و مکر و دغا ہے غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

دوستو اور بھائیو۔ آپ نے یہ حیرت انگیز سبق آموز ایمان افزا قصہ سن لیا۔ اس قصہ سے یہ نہ سمجھو کہ زمین سے روپے دینار اٹھانا کسی انسان کے اختیار میں ہے۔ دراصل اس قصے میں خارق عادت یعنی کرامت کا ذکر ہے جو اس قیدی ولی اللہ کے ہاتھ اللہ تعالیٰ رومی کافروں کو مسلمانوں کی محبوبیت و مقبولیت دکھانا چاہتے تھے۔ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ چاہیے دکھا دے اور جب اللہ نہ چاہے تو کوئی کرامت نہیں دکھا سکتا۔ شاید اللہ تعالیٰ اس رومی کو مسلمان

(باقی ص ۳۱ پر)

ڈاکٹر حامد حسن حامد

کنفرانسِ اسلامی در پاکستان

کنفرانسِ اتّحادِ مسلمین — در دیارِ پاکزادانِ امین
هست پیغامِ جهادِ مؤمنین — با طرفدارانِ کفّارِ لعین
اتّحاد و اتّفاق و اتّصال — هست نعمتهای ربِّ لایزال
الحذر از افتراق ای اهلِ دین — این بود فرمانِ قرآنِ مبین

گفته است اشعارِ خوب اقبالِ ما
هست دستور العمل آن بهرِ ما و آلِ ما

"خود فرود آ از شتر مثلِ عمرؓ — الحذر از منّتِ غیر الحذر"
"وای بر منت پذیرِ خوانِ غیر — گردنش خم گشتۂ احسانِ غیر"
"سر بده از کف مده ناموس را — پشت پا زن تختِ کیکاوس را"

گر همی خواهی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز به قرآن زیستن"

پس به سختی گیر این حبلِ متین — تا روی بر شاهراهِ راستین
چون بود تیغِ دو دم در دستِ ما — رہ نیابند دشمنانِ پستِ ما

از خدا خواهیم ما توفیق را
کنفرانسِ ما بود هان یارِ ما

لمحۂ فکر

پاکستان پریس میں یہ خبر چھپی ہے کہ چودھری سر ظفر اللہ خان نے بھارت کا خفیہ دورہ کیا اور قادیان میں نماز عید الاضحٰے ادا کی چودھری ظفر اللہ خان نے اواخر دسمبر میں پاکستان کے قادیان ربوہ میں اپنے فرقہ کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کی اور فارغ ہوتے ہی اوائل جنوری میں بھارت کے قادیان میں اس خاموشی کے ساتھ پہنچ گئے کہ دنیا کے کسی پریس میں دورہ کی خبر نہیں چھپی دورہ کا یہ معمہ ملت پاکستان کے لئے صرف حیرت انگیز ہی نہیں غیر معمولی تشویش کا موجب بھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان ربوہ اور قادیان کے درمیان مخفی رابطہ ہیں جن کا کام دونوں کو ایک دوسرے کے عزائم سے باخبر رکھنا ہے۔ بھارت کی قادیانی جماعت آج کل بھارت اور اسرائیل کی آلۂ کار بنی ہوئی ہے۔ اور پاکستان کو توڑ کر ہندوستان کے ساتھ کنفیڈریشن بنانے کی حمایت میں قادیانی اپنا موقف ظاہر کر چکے ہیں یحییٰ مجیب سیاسی مذاکرات کے موقع پر ڈھاکہ میں ایم ایم احمد کی شرکت اور سقوط ڈھاکہ کے وقت چودھری ظفر اللہ کی صدر یحییٰ سے ملاقات پاکستان توڑنے کے سلسلہ کی دو اہم کڑیاں ہیں جنہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اب لاہور میں تاریخ کی اہم ترین اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر ایم۔ ایم۔ احمد پنڈی میں صدر پاکستان سے ملاقاتیں کر رہے ہیں اور چودھری ظفر اللہ بھارت کے خفیہ دورے پر ہیں جبکہ دونوں ملکوں کے درمیان ویزا اور پاسپورٹ کے اندراجات بند ہیں۔ کیا حکومت پاکستان اس کی وضاحت کر کے مسلمانوں کو مطمئن کرنا پسند کرے گی کہ چودھری ظفر اللہ خان کا دورۂ بھارت حکومت پاکستان کی منظوری سے ہوا ہے یا وہ اس سے بے خبر ہے۔ کیا حکومت پاکستان اس کی تحقیق کرنا پسند کرے گی کہ چودھری ظفر اللہ خان کے دورہ سے بھارت کو کیا دلچسپی تھی جو اس نے تمام پابندیوں کو ختم کر کے چودھری ظفر اللہ خان کو ویزا دیا۔

(نقل روزنامہ جنگ ۱۳، فروری ۷۴ء صـ۶ کالم ۳)

اک دن قسمت جاگے گی

ہمت کر مایوس نہ ہو — اک دن قسمت جاگے گی
اک دن سورج ابھرے گا — اک دن ظلمت بھاگے گی

اک دن سورج ابھرے گا
اک دن ظلمت بھاگے گی

حق کا علم لہراتا جا — باطل کو ٹھکراتا جا
اور یہ ترانا گاتا جا — اک دن قسمت جاگے گی

اک دن سورج ابھرے گا
اک دن ظلمت بھاگے گی

قرباں کر تن من دھن کو — خون دیئے جا گلشن کو
چھوڑ نہ آس کے دامن کو — اک دن قسمت جاگے گی

اک دن سورج ابھرے گا
اک دن ظلمت بھاگے گی

سعی و عمل کا خوگر بن — صدق و صفا کا پیکر بن
بندۂ خالد و حیدر بن — اک دن قسمت جاگے گی

اک دن سورج ابھرے گا
اک دن ظلمت بھاگے گی

دکھڑے سہ لے صدمے جھیل
موت سے بھی ہنس ہنس کے کھیل
ظلم کی ناک میں ڈال نکیل
اک دن قسمت جاگے گی

اک دن سورج ابھرے گا
اک دن ظلمت بھاگے گی

توڑ دے باطل کا ہر جوڑ
جبر و جفا کا خون نچوڑ
کفر کی گردن توڑ مروڑ
اک دن قسمت جاگے گی

اک دن سورج ابھرے گا
اک دن ظلمت بھاگے گی

○ ← الحاج سید امین گیلانی

(بقیہ ص ۲۷)

کرنے کے لئے اس قیدی کے ہاتھ بار بار یہ کرامت دکھائی۔ کرامت سے کوئی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا۔ مسلمان پوری طرح خدا کا ہو جائے تو اللہ غیب سے اس کی مدد فرمائے گا۔ زمانہ حال کے مسلمانوں کا حال تو یہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کے اتباع کی توفیق بخشے۔ حرام مال سے بچائے اور حلال پر قناعت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین (حصہ اول ختم شد)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

پاکستان میں گھر گھر مقبول
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ) لاہور
کے ماڈرن پلانٹ پر تیار کردہ
اعلیٰ کوالٹی کے صابن
بلا مارکہ رجسٹرڈ
پنجاب سپیشل
Rose
TOILET SOAP
Pink Rose
Manufactured by
PUNJAB SOAP FACTORY (Regd.)
LAHORE
ٹائیلٹ سوپ
شیونگ کپ سوپ
لانڈری سوپ
اعلیٰ کوالٹی - مناسب دام
Kasturi
MUSK
TOILET SOAP
Kasturi
Manufactured by
PUNJAB SOAP FACTORY (Regd.)
LAHORE
تیار کردہ
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ)
بیرون شیرانوالہ گیٹ - لاہور